نے عمر بھر توحید و رسالت کا تحفظ کیا دونوں قرآن و رسول کے شیدائی، دونوں نے عمر بھر دشمنان رسول کے "جمہوری محاذ" میں دراڑیں ڈالیں۔ دونوں نے رسالت و پیغام رسالت پر زبان درازی کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا۔ سیدنا حضرت حسان نے مشرکین مکہ کو جواب دیا اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ نے جب بھی منکرین عجم اشتریوں سبائیوں اور قادیانیوں کو جواب دیا تو

فبهت الذی کفر

کا نقشہ سامنے آیا۔

اے اللہ ہمیں ان اسلاف کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

تحریر: سید محمد کفیل بخاری

روایت: قاضی حاکم علی

آزادی کے سچے طلبگار

قاضی حاکم علی تحریک آزادی کے ایثار پیشہ کارکنوں میں سے ایک ہیں۔ اس وقت نوے برس کے ہیں۔ تحریکِ آزادی کا اخباری ریکارڈ محفوظ کرنے کا بے حد شوق تھا۔ زمیندار، انقلاب، کامریڈ، ہمدرد، آزاد، احرار اور ایسے ہی بے شمار اخبارات و رسائل انہوں نے سنبھال سنبھال کے رکھے تھے۔ خود شاعر نہیں مگر پنجابی شاعری کے رسیا۔ لاتعداد پنجابی نظمیں انہیں آج بھی ازبر ہیں۔ جوانی میں غضب کے خوش آواز تھے اور احرار کے جلسوں میں نظمیں پڑھتے تھے۔ ان کا اخباری ریکارڈ بہت سے "علم دوست" احباب عاریتاً لے گئے مگر واپس کرنا "دیانت" کے خلاف سمجھا۔ اس سے قاضی صاحب کی طبیعت پر بہت برا اثر ہوا۔ تاہم اپنی خوش مزاجی کی وجہ سے انہوں نے غم کو حرزِ جاں نہیں بنایا۔

وہ مزنگ (لاہور) کے ایک محلہ میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میرا ان سے کوئی تعارف نہ تھا۔ تین برس قبل وہ مسجد احرار ربوہ میں منعقدہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور کے احرار کارکنوں کے ساتھ تشریف لائے تو میرا ان سے پہلی مرتبہ تعارف ہوا۔ تب سے اب تک ان سے مسلسل ملاقاتیں ہیں۔ جب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں کوئی نہ کوئی پرانا اخبار دفتر احرار کی لائبریری کے لئے ہدیہ کر دیتے ہیں۔ اس نمبر میں شامل باری علیگ مرحوم کا مضمون "اقبال اور بخاری" انہی کی مہربانی سے ملا۔ انہوں نے زمیندار ۱۹۳۱ء کا وہ شمارہ ہدیتہً پیش کیا جس کے صفحۂ اول پر یہ مضمون شائع ہوا تھا۔

دو ماہ قبل ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اپنی یادوں کے دریچے وا کئے اور تحریک آزادی کے ایمان پرور واقعات سنانے لگے۔ کتنی دیر ماضی میں کھوئے رہے اور یادوں کے ورق الٹتے پلٹتے رہے۔ اسی دوران انہوں نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا ایک واقعہ سنایا جو ان کا چشم دید ہے۔ وہ فرما رہے تھے:۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری تقسیم ہند سے قبل لاہور تشریف لائے۔ ان دنوں ان کے دانتوں میں تکلیف تھی۔ مال روڈ پر ڈاکٹر جلال الدین (مشہور دندان ساز) کا کلینک تھا اور وہ شاہ جی کے ارادت مندوں سے تھے۔ شاہ جی علاج کے لئے ان کے ہاں کلینک پر تشریف لے گئے۔ دانتوں کے معائنہ کے بعد ڈاکٹر جلال صاحب نے کہا کہ شاہ جی! میں آپ کے دانت ٹھیک کر دوں گا مگر شرط یہ ہے کہ آپ علاج کے لئے میرے ہاں قیام فرمائیں۔ پرہیزی غذا میں خود تیار کر کے آپ کو کھلاؤں گا۔ اور علاج بھی کروں گا۔ شاہ جی مان گئے اور ڈاکٹر جلال صاحب کی کوٹھی پر قیام فرما لیا۔ دس بارہ روز ڈاکٹر صاحب نے انہیں اپنے ہاں رکھا۔ لاہور کے سبھی قابلِ ذکر احرار کارکن عصر کے بعد ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر پہنچ جاتے اور ہجوم عاشقاں کے جھرمٹ میں شاہ جی جلوہ افروز ہوتے معرکہ کی مجلسیں منعقد ہوتیں۔ ہر طبقہ کے لوگ شاہ جی سے ملنے آتے۔ ایک روز چڑیا گھر کی مسجد کے امام حافظ شاہ دین (مرحوم) شاہ جی سے ملنے ادھر آنکلے۔ شاہ جی نے ان سے فرمائش کی اور فرمایا "بھائی حافظ جی ہمیں بھی چڑیا گھر دکھا دو"

چنانچہ دوسرے روز دوپہر کا پروگرام طے ہو گیا۔ اگلے دن شاہ جی کارکنوں کے ہمراہ چڑیا گھر پہنچ گئے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔

شیر--- شاہ جی کی طبعی کمزوری تھا۔ گھومتے پھرتے جونہی شیر کے پنجرے کے قریب آئے تو دیر تک اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے رہے اور ایک گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر یکایک شیر سے مخاطب ہوئے:

"یار کچھ تو بولو، کیوں خاموش ہو؟ کوئی نعرہ، کوئی للکار--- پھر شیر کو پیار کیا۔ اچانک شیر دھاڑا اور چڑیا گھر کے تمام جانور "بادشاہ سلامت" کی آواز سن کر سہم گئے۔ فضاء پر سکوت طاری ہو گیا--- اس کے بعد فضاء میں ایک اور آواز گونجی۔ شاہ جی نے شیر کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اسے پیار کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم دو ہی آزادی کے سچے طلبگار ہیں۔ ایک تم۔ اور ایک میں"

یہ کہہ کر شاہ جی لوٹ آئے اور پھر پیچھے مڑ کر قیدی شیر کو نہیں دیکھا۔ واقعی شاہ جی آزادی کے سچے طلبگار تھے۔